10۔ قرطبہ کا قاضی ___ سیّد امتیاز علی تاج

مشکل الفاظ کے معانی

صفحہ نمبر 83: ○ **قرطبہ**: اندلس (سپین) کا دارالحکومت، یورپ میں اسلامی تہذیب و ثقافت کا عظیم مرکز ○ **دایہ**: دُودھ پلانے والی عورت، پرورش کرنے والی عورت ○ **ناظر عدالت**: عدالت کا کلرک ○ **غرناطہ**: اندلس (سپین) کا شہر ○ **ایوان**: گھر میں کشادہ جگہ، محل ○ **دریچہ**: کھڑکی ○ **زینہ**: سیڑھی

صفحہ نمبر 84: ○ **دُھندلکا**: رات اور دن کے ملاپ کا سماں، علی الصبح یا غروبِ آفتاب کا منظر ○ **گل کرنا**: بجھا دینا ○ **آہِ سرد**: ٹھنڈی آہ ○ **بدفال**: منحوس، برے شگون والا ○ **نحس کلمے**: منحوس باتیں ○ **ربّ العالمین**: دونوں جہانوں کا پروردگار، پالنے والا ○ **شگاف**: سوراخ ○ **تھکان**: تھکاوٹ ○ **لذت**: مزا ○ **حریص**: لالچی ○ **بے باک**: بے خوف، نڈر ○ **سولی**: پھانسی

صفحہ نمبر 85: ○ **نشتر زبان**: زخم دینے والی زبان ○ **چارہ**: علاج ○ **فتویٰ**: شرعی حکم، شرعی فیصلہ ○ **سروکار**: تعلق واسطہ ○ **کوڑھ مغز**: بے وقوف، موٹے دماغ والا ○ **سلطان**: بادشاہ ○ **ناکہ**: شہر کا داخلی راستہ، چونگی جہاں محصول لیا جاتا ہے ○ **تعمیل/عمل کرنا**، حکم ماننا ○ **احمق**: بے وقوف ○ **ہونی**: قسمت، تقدیر ○ **سجیلا**: خوبصورت، سج دھج والا

صفحہ نمبر 86: ○ **جرم**: گناہ، قصور ○ **خون کرنا**: قتل کرنا ○ **جلن**: حسد ○ **آزار**: تکلیف ○ **مقتول**: جسے قتل کیا گیا ہو ○ **ہم نسب**: ایک جیسے خاندان والے، ہم پلہ، خاندان کے اعتبار سے برابر ○ **باشندہ**: رہنے والا، شہری ○ **چکنی چپڑی باتیں**: میٹھی اور خوشامدی گفتگو ○ **پرایا**: بیگانہ ○ **طور**: طریقہ، انداز ○ **ورغلانا**: گمراہ کرنا ○ **خدشہ**: خطرہ، اندیشہ ○ **رقیب**: دُشمن، حریف

صفحہ نمبر 87: ○ **باور کرنا**: یقین کرنا، اعتماد کرنا ○ **حجتی**: دلیلیں دینے والا، بحث کرنے والا ○ **دار**: پھانسی ○ **ششدر**: حیران ○ **آلودہ**: ناپاک ○ **ہجوم**: مجمع ○ **مخلوط**: ملی جلی ○ **بے حس و حرکت**: ہلے بغیر، حرکت کیے بغیر ○ **گویا**: یعنی، ظاہری طور پر، مانند ○ **جان نثار**: جان قربان کرنے والا

صفحہ نمبر 88: ○ **ڈھنڈورا پیٹا**: اعلان کیا ○ **مجرم**: جرم کرنے والا، گنہ گار

صفحہ نمبر 89: ○ **سوا**: علاوہ ○ آمادہ: رضامند ○ **مرعوب ہونا**: رُعب میں آنا، ڈرنا ○ **مدھم**: آہستہ، ہلکا

صفحہ نمبر 90: ○ **اضطرار**: بے قراری، بے اختیاری ○ **سہمی ہوئی**: خوفزدہ ○ **عفوورحم**: معافی اور بخشش ○ **بہرہ**: سننے کی صلاحیت نہ رکھنے والا، قوتِ سماعت سے محروم ○ **اِلتجا**: درخواست ○ **توانائی**: طاقت ○ **پروردگار**: پالنے والا ○ **فریاد**: دہائی

صفحہ نمبر 91: ○ **نمک خوار**: نمک کھانے والے یعنی شرمندہ احسان ... حکم ماننا ○ **صورت**: حالت

○ قرعہ اندازی: قرعہ ڈالنا، کسی کام کا فیصلہ کرنے کے لیے پرچیاں ڈالنا ○ فرزند: بیٹا ○ توفیق: ہمت، استطاعت ○ بھنبھناہٹ: مکھیوں کی آواز

صفحہ نمبر 92 : ○ استہزا: مذاق ○ زیرلب آوازیں: دبی دبی آوازیں ○ مسرور: خوش ○ کیفیت: حالت ○ مغفرت: بخشش ○ جوارِ رحمت میں: رحمت کے قریب یعنی جنت میں ○ ہیبت زدہ ہو کر: ڈرتے ہوئے، خوفزدہ ہوکر ○ ربّ العظیم: عظیم پروردگار

صفحہ نمبر 93 : ○ بت بنا کھڑا ہے: حرکت کیے بغیر کھڑا ہے ○ کوسِ رحلت: کوچ کا نقارہ ○ نمودار ہونا: نظر آنا ○ تاسف: افسوس ○ تن کر: اکڑ کر، فخریہ انداز میں ○ ناز: فخر ○ دلارا: پیارا ○ آفتاب: سورج

صفحہ نمبر 94: ○ جھٹ: جلدی سے ○ تھم جانا: رک جانا، بند ہو جانا ○ بتدریج: تسلسل کے ساتھ، آہستہ آہستہ ○ گریہ و بکا: رونا دھونا ○ دلدوز: دردناک، ڈرا دینے والا ○ متوقع: جس کی امید ہو ○ قوتِ ارادی: ارادے کی طاقت

صفحہ نمبر 95: ○ ضعف: کمزوری ○ مقفل کرنا: تالا لگا دینا

سبق کا خلاصہ

غرناطہ کے قاضی یحییٰ بن منصور نے انصاف کی سربلندی کی مثال قائم کرتے ہوئے ایک مقدمہ قتل میں اپنے نوجوان بیٹے زبیر کو سزائے موت سنائی ہے۔ اس کے مکان کے ایوان کے دریچوں میں سے شہر کے چوک کو دیکھا جا سکتا ہے۔ مکان میں قاضی یحییٰ کے ملازم عبداللہ اور زبیر کی دایہ حلاوہ کے مابین گفتگو ہو رہی ہے۔ حلاوہ دردناک لہجے میں کہتی ہے کہ یہ کالی صبح دیکھنے کے لیے میں زندہ کیوں رہ گئی۔ زبیر تین روز کا تھا جب اس کی والدہ انتقال کر گئی تھی۔ اسے میرے دودھ نے توانائی بخشی اور پھر وہ جوان ہو گیا۔ اس کے جسم میں میرا خون ہے۔ افسوس! وہ آج سولی پر لٹکا دیا جائے گا۔ عبداللہ اس سے اختلاف کرتا ہے اور کہتا ہے کہ تو اندھی ہو گئی لیکن آنکھوں والے موجود ہیں۔ آج کا دن ختم ہونے پر بھی زبیر زندہ ہوگا۔ قرطبہ میں ایک شخص بھی نہیں جو قاضی کے فتوے پر عملدر آمد کرتے ہوئے زبیر کو سولی پر چڑھائے۔ زبیر لمبی عمر پائے گا اور ہم دونوں کو خود قبر میں اُتارے گا حلاوہ کہتی ہے کہ فتوے پر عملدر آمد کے لیے قرطبہ کے باہر سے ایسے لوگ بلا لیے جائیں گے جو زبیر کو نہیں جانتے۔ زبیر چڑ کر جواب دیتا ہے کہ ہمارے آدمی تمام راستوں پر پھیل چکے ہیں۔ آج وہی شخص قرطبہ میں داخل ہو پائے گا جو قرآن پاک کی قسم اُٹھائے کہ اسے زبیر کی سزا سے کوئی سروکار نہیں۔ حلاوہ کہتی ہے کہ ہونی کو روکنا ممکن نہیں زبیر نے حسد کے مارے خون کیا ہے۔ مقتول نے اسے کوئی تکلیف نہ پہنچائی تھی۔ وہ زبیر کے باپ کا مہمان تھا۔ میری آنکھیں زبیر کو پھانسی کی سزا پاتے ہوئے دیکھ رہی ہیں۔ وہ جسے میرے دودھ نے پالا اور بڑا کیا۔ آج مر جائے گا۔ عبداللہ زبیر کی صفائی دیتے ہوئے کہتا ہے کہ مقتول نے مہمان ہونے کے باوجود زبیر کی محبوبہ کو اپنی چکنی چپڑی باتوں سے ورغلایا تھا۔ زبیر نے اپنی محبت اور عزت کی خاطر خون کیا اور اس کے علاوہ کوئی چارہ نہ تھا۔ حلاوہ

کہتی ہے کہ اب دلیلیں دینے سے فائدہ نہیں۔ قتل کی سزا میں زبیر کو پھانسی پر لٹکایا جائے گا۔ عبداللہ کہتا ہے کہ باہر چوک میں ہجوم نے سولی کو اس ارادے سے گھیر رکھا ہے کہ وہ سزا پر خود عملدرآمد کریں گے نہ کسی کو کرنے دیں گے۔ زبیر کو اگر تو اپنے ہاتھوں سے سولی پر نہ لٹکائے تو شہر میں یہ کام کرنے والا کوئی اور موجود نہیں، پھر زبیر مجمع سے سوال کرتا ہے کہ تم میں سے کون زبیر کو سولی پر لٹکائے گا۔ ہجوم میں سے ناراضی کی آوازیں آتی ہیں اور کوئی بھی یہ کام کرنے پر آمادگی ظاہر نہیں کرتا۔ اسی اثنا میں قاضی یحییٰ بن منصور سیڑھیاں اُتر کر آتا ہے تو حلاوہ کہتی ہے کہ قاضی لاش کی طرح زندگی سے عاری نظر آرہا ہے۔ عبداللہ اسے چپ رہنے کی نصیحت کرتا ہے۔ قاضی کے پوچھنے پر عبداللہ بتاتا ہے کہ موت کا ڈھنڈورا پیٹنے اور مجرم کو سولی پر لٹکانے والے سرکاری کارندے غیر حاضر ہیں اور قرطبہ کے سارے مرد چوک میں موجود ہیں لیکن ان میں سے کوئی قتوے پر عملدرآمد کرنے کے لیے تیار نہیں۔ میں خود بھی یہ کام نہیں کروں گا۔ یہ کام آپ خود کر سکتے ہیں یا پھر ابلیس کر سکتا ہے۔ قاضی عبداللہ کو ناظر عدالت کے کارندوں کو بلانے کے لیے بھیج دیتا ہے تو حلاوہ کہتی ہے کہ میں نے زبیر کو دودھ پلایا اور اولاد کی طرح پالا ہے۔ آپ ہی نے اسے میرے سپرد کیا تھا۔ میں کئی بار رحم کی التجا کر چکی ہوں لیکن کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ وہ میرا نہیں بلکہ آپ کا بیٹا ہے میری التجا سن لیجیے یا مجھے ہمیشہ کے لیے خاموش کر دیجیے۔ قاضی جواب دیتا ہے کہ میں بہرا نہیں۔ تم چلی جاؤ مجھے تنہا چھوڑ دو۔ ناظر عدالت کے آدمی آتے ہیں تو قاضی انہیں اطاعت سلطان کا حلف یاد دلاتے ہوئے کہتا ہے کہ تم میں سے کون مجرم کو سولی پر لٹکا سکتا ہے۔ وہ سب خاموش رہتے ہیں۔ قاضی کی طرف سے قرعہ اندازی کی تجویز بھی مسترد کر دیتے ہیں پھر ان کا نمائندہ بیباکی سے کہتا ہے جس شخص نے زبیر کو مجرم قرار دیا، پھانسی دینے کا کام بھی وہی کر سکتا ہے۔ ہم زبیر کو قصوروار نہیں سمجھتے۔ قاضی دریچہ کھول کر عوام سے مخاطب ہو کر کہتا ہے کہ کیا تم میں سے کوئی ایک مجرم کو سولی پر لٹکا سکتا ہے۔ لیکن کوئی بھی رضامند نہیں ہوتا۔ اس پر قاضی عدالت کے کارندے کو کنجیاں دیتے ہوئے حکم دیتا ہے کہ زبیر کو سولی کے چبوترے پر پہنچایا جائے۔ کوس رحلت بجتا ہے۔ قاضی اپنے ہاتھوں اپنے فرزند کو سولی پر لٹکانے کا فیصلہ کر لیتا ہے۔ حلاوہ یہ منظر دیکھتی ہے۔ سزا پانے سے قبل زبیر اپنے باپ کے ہاتھ چومتا اور آنکھوں سے لگاتا ہے۔ حلاوہ اللہ سے دُعا کرتی ہے کہ زبیر کی روح کو جلد اپنے دامنِ رحمت میں لے لے۔ قاضی یحییٰ بن منصور اپنے بیٹے کو سولی پر لٹکانے کے بعد خود کو کمرے میں بند کر کے دروازہ مقفل کر لیتا ہے۔ حلاوہ کہتی ہے کہ یہ دروازہ اب کبھی نہیں کھلے گا اور ہم قاضی کو کبھی زندہ نہیں دیکھ سکیں گے۔

مشقی سوالات

1۔ مختصر جواب دیجیے۔

الف: حلاوہ (زبیر کی دایہ) کو زبیر سے اس قدر لگاؤ کیوں تھا؟

جواب: زبیر صرف تین روز کا تھا جب اس کی ماں وفات پا گئی تھی۔ اس کے بعد زبیر کے والد نے اسے حلاوہ کو

سونپ دیا تھا۔ حلاوہ نے زبیر کو اپنا دودھ پلایا تھا اور اپنے بچوں کی طرح اس کی پرورش کی تھی۔ اسی لیے وہ زبیر سے اس قدر محبت کرتی تھی۔

ب: عبداللہ (خانہ زاد) نے زبیر کو پھانسی کے پھندے سے بچانے کے لیے کیا کیا جتن کیے؟

جواب: عبداللہ اور اس کے ساتھیوں نے شہر میں داخل ہونے والے ہر شخص سے حلف لیا کہ اسے زبیر کی پھانسی سے کوئی سروکار نہیں۔ قاضی یحیٰ نے سزا پر عملدر آمد کے لیے عبداللہ کو آمادہ کرنا چاہا تو اس نے صاف انکار کر دیا۔

ج: زبیر نے کیا جرم کیا تھا جس کی پاداش میں اسے پھانسی کی سزا ملی؟

جواب: زبیر نے اپنے والد کے مہمان کو اس وجہ سے قتل کر دیا تھا کہ اس نے زبیر کی محبوبہ کو ورغلایا تھا۔ اس قتل کی پاداش میں زبیر کو پھانسی کی سزا سنائی گئی تھی۔

د: زبیر کو پھانسی دینے کی خدمت کے لیے قرطبہ کا کوئی فرد بھی کیوں میسر نہیں آ رہا تھا؟

جواب: قرطبہ کے سب لوگ زبیر سے محبت کرتے اور اسے بے گناہ سمجھتے تھے۔ مجرم کو پھانسی دینے والا شخص غیر حاضر تھا۔ عبداللہ، ناظر عدالت کے اہلکاروں اور چوک میں جمع ہجوم نے بھی پھانسی دینے سے انکار کر دیا تھا۔ زبیر کی محبت ہی اس انکار کی وجہ تھی۔

ہ: بالآخر زبیر کو پھانسی دینے کی خدمت کس نے سرانجام دی؟

جواب: زبیر کے باپ قاضی یحیٰ بن منصور نے اسے اپنے ہاتھوں سے پھانسی دی۔

و: پھانسی کی سزا پر عملدر آمد کے بعد قاضی (یحیٰ بن منصور) نے اپنے کمرے کا دروازہ کیوں مقفل کر لیا؟

جواب: انصاف کی سربلندی کے لیے قاضی یحیٰ نے اپنے نوجوان بیٹے کو اپنے ہاتھوں سے پھانسی دے دی۔ اس نے فرض کی راہ میں اپنا حقیقی بیٹا قربان کر دیا لیکن بیٹے کی موت کے بعد پدری شفقت کا جذبہ غالب آیا اور شدید صدمے سے دوچار قاضی یحیٰ نے کمرے میں جا کر دروازہ مقفل کر لیا۔

2: درج ذیل محاورات کا مفہوم واضح کیجیے:

- کام تمام کرنا: ختم کرنا' انجام تک پہنچانا' غرناطہ میں کوئی بھی شخص زبیر کا کام تمام کرنے پر آمادہ نہ تھا۔
- دن تمام ہونا: شام کا آجانا' دن کا ختم ہونا' دن تمام ہوتے ہی ہم نے اپنے دوستوں سے جانے کی اجازت لی۔
- خون دوش پر ہونا: کسی کی موت کا ذمہ دار ہونا' جس معاشرے میں انصاف نہ ہو وہاں مظلوموں کا خون حکمرانوں کے دوش پر ہوتا ہے۔
- موت سے کھیلنا: خطرناک کام کرنا' ہماری بہادر فوج خطرات کے وقت موت سے کھیلنے سے گریز نہیں کرتی۔
- بت بنا کھڑا ہونا: بالکل بے حس و حرکت ہونا' اب بت بنے کھڑے ہو جیسے تمھیں اس واقعہ کا کوئی علم ہی نہیں۔
- سناٹا چھا جانا: خاموشی طاری ہونا' کرفیو کی وجہ سارے شہر پر بھیانک سناٹا چھا گیا تھا۔
- آستین چڑھانا: کسی کام کی تیاری کرنا' کم ظرف لوگ معمولی باتوں پر آستینیں چڑھا لیتے ہیں۔

3: درج ذیل حروف کو اپنے جملوں میں استعمال کیجیے:

ورنہ' چاہے' خواہ' جبکہ' اگر' مگر' کیونکہ' اگر چہ' لیکن' چونکہ' اس لیے کہ

- ورنہ: بُرے کاموں سے باز آ جاؤ ورنہ سزا کے لیے تیار رہو۔
- چاہے: چاہے کچھ بھی ہو، ہمیں اپنا کام ایمانداری سے کرنا چاہیے۔
- خواہ: علم حاصل کرو، خواہ تمھیں چین جانا پڑے۔
- جبکہ: ارشد پاس ہوگیا جبکہ اس کا دوست ناکام رہا۔
- اگر: اگر کسی مثلث کے تین اضلاع برابر ہوں تو زاویے بھی برابر ہوں گے۔
- مگر: وہ خوبصورت ہے مگر اُس کی عادتیں اچھی نہیں۔
- کیونکہ: میں روزہ نہیں رکھ سکتا کیونکہ میں سخت بیمار ہوں۔
- اگر چہ: اگر چہ وہ خوبصورت ہے لیکن بد دماغ ہے۔
- لیکن: تم بہت ذہین ہو لیکن انٹرمیڈیٹ کے امتحان میں سخت محنت کی ضرورت ہے۔
- چونکہ: چونکہ ارشد بیمار ہے اس لیے وہ آج حاضر نہیں ہو سکتا۔
- اس لیے کہ: اس نے خوب محنت کی ہے، اس لیے کہ پاس ہو جائے۔

4: اس ڈرامے کے سب سے اہم کردار کا تجزیہ کیجیے:

جواب: ڈرامے کا سب سے اہم کردار "یحییٰ بن منصور" ہے۔ قاضی یحییٰ بن منصور کا کردار نہایت مثالی' منفرد اور نمایاں دکھایا گیا ہے۔ وہ بے لاگ عدل و انصاف کا پیکر ہے۔ وہ ہر صورت میں عدل و انصاف کے تقاضے پورے کرنا چاہتا ہے۔ اس سلسلے میں اسے کوئی سفارش' دباؤ' خوف اور لالچ جادۂ استقامت سے ہٹا نہیں سکتا۔ وہ عدل و انصاف کا مجسمہ ہے اور قانون کا تقاضا پورا کرنا اس کا اصل مقصدِ حیات ہے۔ زبیر' اگر چہ اس کا حقیقی بیٹا ہے' جس کی ماں فوت ہو چکی ہے اور اس لحاظ سے اسے اپنے بیٹے سے دوہری محبت ہے، لیکن جب وہ یہ دیکھتا ہے کہ زبیر نے جوشِ رقابت میں اپنے نوجوان رقیب کو قتل کر دیا ہے تو قصاص کے تقاضے پورے کرتے ہوئے وہ زبیر کو پھانسی کی سزا سناتا ہے اور پھر جب کوئی شخص بطور جلاد کام کرنے پر آمادہ نہیں ہوتا تو وہ خود یہ ناخوش گوار فریضہ سر انجام دیتا ہے۔ جس کے بعد وہ خود سوگوار ہو جاتا ہے' کیونکہ شفقتِ پدری ایک فطری جذبہ ہے۔ وہ اسی جذبے کے تحت خود کو ہمیشہ کے لیے ایک کمرے میں بند کر لیتا ہے۔ سچ ہے' ایسے ہی بے لاگ انصاف کرنے والوں کے دم سے عدل و انصاف اور قانون کا بھرم قائم ہے۔

5: سبق کے متن کو پیشِ نظر رکھ کر خالی جگہیں پُر کیجیے۔

الف۔ سارے قرطبہ میں ایک شخص نہیں جو کسی کے حکم سے بھی اسے سولی چڑھائے۔ (ملک' شہر' قرطبہ)

ب۔ انھیں قانون جو کہے گا وہ کر ڈالیں گے۔ (حاکم' قاضی' قانون)

ج۔ آج کے دن اس کے **فتوے** کی تعمیل نہ ہو پائے گی۔ (فرمان، فتوئے، کہے)

د۔ ہجوم میں سے **گریہ و بکا** کا ایک دلدوز شور اُٹھتا ہے۔ (دیوانہ وار ہنسی، گریہ و بکا، چیخوں)

ہ۔ الٰہی! آج کا **آفتاب** یہ کیا دیکھ رہا ہے۔ (آفتاب، آسمان، زمانہ)

6: اس ڈرامے کا خلاصہ اپنے الفاظ میں بیان کیجیے۔

جواب: دیکھیے اس سبق کا خلاصہ

☆ سیاق وسباق کے حوالے سے اقتباسات کی تشریح

اقتباس 1: ''ارے دیکھوتو! ارے دیکھوتو! میرا بچہ ہاتھ چوم رہا ہے، میرا بچہ ہاتھ اپنی آنکھوں سے لگا رہا ہے۔ اس شخص کے جو اسے سولی پر چڑھانے کو ہے۔ جلدی ارے جلدی میرے ربّ! اس کی رُوح کو جھٹ اپنے دامنِ رحمت میں لے لینا۔ اسے تڑپانا مت! اسے جلدی لے لے۔ اسے جلدی لے لے۔ ہا۔۔۔ میرے بچے اپنا دم دے۔ اس کے لیے اور نہ تڑپ۔ مر جا۔'' (سرمایۂ اُردو 12، صفحہ نمبر 94)

حوالہ متن: **سبق کا عنوان** : قرطبہ کا قاضی

مصنف کا نام : سیّد امتیاز علی تاج

سیاق وسباق: ڈرامہ قرطبہ کا قاضی میں اسلامی نظامِ حکومت کا یہ روشن پہلو اُجاگر کیا گیا ہے کہ قانون کا نفاذ ہر شہری پر ہونا چاہیے اور کسی عہدے، رشتے، قرابت یا تعلق کی بنا پر کسی مجرم کو معافی نہیں ملنی چاہیے۔ قاضی یحیٰی بن منصور کے نوجوان بیٹے زبیر نے قتل کیا تو قاضی نے اسے سزائے موت سنائی۔ قرطبہ کے لوگ اس سزا پر عملدرآمد کے سخت خلاف تھے۔ قاضی کے گھریلو ملازم عبداللہ اور دیگر افراد نے زبیر کی زندگی بچانے کے لیے بہت کوششیں کیں۔ زبیر کی دایہ حلاوہ بھی قاضی یحیٰی سے رحم کی اپیلیں کرتی رہی۔ سزا پر عملدرآمد کے دن موت کا ڈھنڈورا پیٹنے والا اور سولی پر لٹکانے والا دونوں کارندے غیر حاضر رہے۔ قاضی یحیٰی نے اپنے ملازم عبداللہ سمیت چوک میں جمع لوگوں کے ہجوم کو پھانسی پر عملدرآمد کے لیے اپنی خدمات پیش کرنے کی ترغیب دی لیکن کوئی بھی آمادہ نہ ہوا تو قاضی یحیٰی نے اپنے ہاتھوں سے اپنے فرزند کو سولی پر لٹکا کر انصاف کا نام اُونچا کر دیا۔

تشریح: قاضی یحیٰی بن منصور سولی پر لٹکانے والے کارندے کو غیر حاضر پا کر اپنے ملازم عبداللہ کو یہ کام کرنے پر آمادہ کرنا چاہتا ہے لیکن عبداللہ صاف انکار کر دیتا ہے۔ قاضی یحیٰی چوک میں موجود لوگوں کے ہجوم سے مخاطب ہو کر صورتِ حال کی وضاحت کرتا ہے۔ ناظرِ عدالت کے اہلکاروں سے سزائے موت پر عملدرآمد میں مدد چاہتا ہے، لیکن سب لوگ زبیر کی زندگی بچانے کے خواہش مند ہوتے ہیں اور قاضی یحیٰی کو صاف جواب دے دیتے ہیں۔ ان حالات میں قاضی یحیٰی ایک انتہائی مشکل فیصلہ کرتا ہے۔ وہ مجرم یعنی اپنے بیٹے کو سولی کے چبوترے پر لانے کا حکم دیتا ہے اور اپنے ہاتھوں سے اپنے لختِ جگر کو سولی پر لٹکا دیتا ہے۔ یہ عبرت ناک منظر دیکھتے ہوئے۔ زبیر کی دایہ حلاوہ شدتِ جذبات میں کچھ مکالمے ادا کرتی ہے۔ زبیر سزا پانے سے قبل اپنے والد کے ہاتھ چومتا ہے تو

حلاوہ کہتی ہے۔ دیکھو میرا بچہ اس شخص کے ہاتھ چوم رہا ہے اور آنکھوں سے لگا رہا ہے جو اسے سولی پر چڑھانے والا ہے۔ حلاوہ اللہ تعالیٰ سے دُعا کرتی ہے کہ میرے ربّ، زبیر کی رُوح کو جلد اپنے دامنِ رحمت میں لے لینا۔ سولی پر لٹکنے کے عمل میں اسے زیادہ تکلیف نہ ہو، زیادہ تڑپنا نہ پڑے۔ اس کی جان جلد نکل جائے۔ حلاوہ زبیر کو دیکھتے ہوئے کہتی ہے کہ میرے بچے اس شخص کے لیے مت تڑپ جو تیری موت کا باعث بنا ہے بلکہ خاموشی سے اپنی جان، جان آفرین کے سپرد کر دے۔ حلاوہ کے یہ مکالمے ممتا کے جذبات کی خوبصورت عکاسی کرتے ہیں۔ اس کی شدید جذباتی گفتگو قاری کے دِل کو گداز بخشتی ہے۔

اقتباس 2: ''آج کے دِن صرف شہر میں وہی شخص داخل ہونے پائے گا، جو کلامِ پاک کی قسم کھائے گا کہ اسے نوجوان زبیر کی سزا سے کچھ سروکار نہ ہوگا۔ کبھی، کوڑھ مغز! ہمارے آدمی تمام راستوں پر پھیل چکے، ایک ایک ناکے کو روک چکے، جس شخص نے قسم نہ کھائی کہ زبیر کا خون اس کے دوش پر نہ ہوگا، وہ اندر نہ گھسنے پائے گا اور یہی جواب قاضی کے حکم پر خود اس کو دیا جائے گا۔ وہ قانون کا غلام ہو یا سلطان کا۔ آج کے دِن اس کے فتوے کی تعمیل نہ ہونے پائے گی۔'' (سرمایۂ اُردو 12، صفحہ 85)

حوالہ متن: **سبق کا عنوان** : قرطبہ کا قاضی

مصنف کا نام : سیّد امتیاز علی تاج

سیاق و سباق: ڈراما قرطبہ کا قاضی میں قانون کی یکساں عملداری کے زریں اسلامی اصول کو موضوع بنایا گیا ہے۔ غرناطہ کے قاضی یحییٰ بن منصور قتل کے مقدمہ میں اپنے نوجوان بیٹے زبیر کو موت کی سزا سناتے ہیں۔ شہر بھر کے لوگ زبیر سے بہت محبت کرتے ہیں اور اس کی زندگی بچانا چاہتے ہیں۔ زبیر کی دایہ حلاوہ قاضی یحییٰ سے رحم کی درخواست کرتی ہے لیکن قاضی صاحب سزا پر عملدرآمد پر مصر رہتے ہیں۔ قاضی یحییٰ کا ملازم عبداللہ اور زبیر کے دیگر خیر خواہ سزا پر عملدرآمد ناممکن بنانے کے لیے یہ منصوبہ بندی کرتے ہیں کہ شہر کے داخلی راستوں پر اپنے لوگ پھیلا دیئے جائیں جو شہر میں صرف ان لوگوں کو داخل ہونے دیں جو زبیر کی سزا سے قطعی لاتعلقی کا حلف اُٹھائیں۔

تشریح: زبیر کی دایہ حلاوہ اس کی زندگی سے مایوس ہو چکی ہے اور قاضی یحییٰ کے ملازم عبداللہ سے گفتگو میں بار بار اس خدشے کا اظہار کرتی ہے کہ آج کا دِن زبیر کی زندگی کا آخری دِن ہوگا۔ عبداللہ اس کے برعکس خیال ظاہر کرتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ زبیر زندہ رہے گا اور لمبی عمر پائے گا۔

حلاوہ قاضی یحییٰ کے ارادے کی پختگی اور قانون کی بالادستی پر اس کے ایمان کو بخوبی جانتی ہے اور غمزدہ لہجے میں زبیر کی زندگی کے خاتمے کا یقین ظاہر کرتی ہے۔ جس پر عبداللہ غصے میں آجاتا ہے اور اسے بتاتا ہے کہ زبیر کو بچانے کے لیے اس نے دیگر افراد سے مِل کر منصوبہ بندی کر لی ہے۔ آج شہر میں صرف وہی شخص داخل ہونے پائے گا جو قرآن پاک کی قسم اُٹھائے گا کہ اسے زبیر کی سزا سے کوئی مطلب نہیں۔ عبداللہ حلاوہ سے مخاطب ہو کر کہتا ہے: اے بے وقوف عورت! ہمارے آدمی تمام راستوں پر پھیل چکے ہیں جو شخص حلف اُٹھانے

میں پس و پیش کرے گا اسے شہر میں داخل نہیں ہونے دیا جائے گا۔ قاضی یحییٰ نے پھانسی پر عملدرآمد کا حکم دیا تو اسے بھی کورا جواب دیا جائے گا۔ عبداللہ فیصلہ کن لہجے میں کہتا ہے کہ قاضی یحییٰ بادشاہ کا غلام ہو یا پھر قانون کا۔ آج کے دن اس کے فتوے کی تعمیل نہیں ہوسکے گی۔ زبیر کو سولی پر لٹکانا ممکن نہیں ہوگا۔ اس کی زندگی بچ جائے گی۔

مزید معروضی سوالات

س: زبیر کو حلاوہ کے حوالے کیوں کیا گیا؟ اس وقت اس کی عمر کتنی تھی؟

ج: زبیر صرف تین روز کا تھا جب اس کی والدہ کا انتقال ہوگیا۔ اسے تین روز کی عمر ہی میں حلاوہ کے حوالے کر دیا گیا جس نے اس کو اپنا دودھ پلایا۔

س: عبداللہ نے حلاوہ کی مایوس کن گفتگو کا کیا جواب دیا؟

ج: عبداللہ نے کہا کہ آج کے دِن کے اختتام پر بھی زبیر زندہ ہوگا۔ عمر پائے گا اور رب العالمین کے فضل و کرم سے تجھے اور مجھے، ہم دونوں کو قبر کے شگاف میں اُتارے گا۔

س: عبداللہ نے حلاوہ کو یہ یقین دہانی کیسے کرائی کہ زبیر کی جان بچ جائے گی؟

ج: عبداللہ نے حلاوہ سے کہا کہ تمام راستوں پر آدمی پھیل چکے ہیں جو شہر میں صرف اسی آدمی کو داخل ہونے دیں گے جو قرآن کی قسم اُٹھائے گا کہ اسے زبیر کی سزا سے کچھ سروکار نہیں۔

س: عبداللہ کے خیال میں چوک میں ہجوم کیوں جمع ہے؟

ج: عبداللہ کہتا ہے کہ لوگ سولی کا تماشا دیکھنے کے لیے نہیں کھڑے ہوئے بلکہ اس لیے کھڑے ہیں کہ یہ ناپاک کام خود کریں گے نہ ہونے دیں گے۔

س: مجرم کو پھانسی دینے والا شخص کہاں چلا گیا؟

ج: عبداللہ قاضی کو بتاتا ہے کہ مجرم کو پھانسی دینے والا شخص منہ اندھیرے ہی کہیں چلا گیا اور کسی کو بتا کر نہیں گیا کہ وہ کہاں جا رہا ہے۔

س: قاضی نے پوچھا باہر کون ہے تو عبداللہ نے کیا جواب دیا؟

ج: عبداللہ نے کہا میرے سوا قرطبہ کے سارے مرد گھر کے باہر کھڑے ہوئے ہیں لیکن ان میں سے ایسا کوئی بھی نہیں جو آپ کے فتوے کی تعمیل کرسکے۔

س: قاضی نے عبداللہ کو فتوے کی تعمیل کے لیے کہا تو اس نے کیا جواب دیا؟

ج: عبداللہ نے کہا کہ میں تعمیل نہیں کرسکتا۔ نہ کوئی اور شخص جسے میں جانتا ہوں، کرسکتا ہے۔ اس فتوے کی تعمیل ابلیس کرسکتا ہے یا آپ خود کرسکتے ہیں۔

س: افسر نے قاضی کو کیا جواب دیا؟

ج: افسر نے کہا حضور! اللہ تعالیٰ مجھے توفیق بخشے کہ آپ کے فرزند کو سولی پر چڑھانے سے پہلے میں خود سولی پر

چڑھ جاؤں۔

س: قاضی نے ہجوم سے مخاطب ہو کر کیا کہا؟

ج: قاضی نے کہا لوگو! ایک مجرم منتظر ہے کہ اسے سولی دی جائے اور سولی دینے والا کوئی نہیں۔ تم میں سے کوئی ہے جو یہ خدمت سرانجام دے سکے۔

س: سولی پر چڑھنے سے پہلے نوجوان زبیر نے کیا کیا؟

ج: نوجوان زبیر کو سولی دینے کے لیے لایا گیا تو اس نے قاضی کے ہاتھوں کو بوسہ دیا۔ قاضی اس کا والد تھا۔ وہ اپنے ہاتھوں سے اپنے بیٹے کو سولی دے رہا تھا۔

س: قاضی کو واپس آتے دیکھ کر عبداللہ نے حلاوہ سے کیا کہا؟

ج: عبداللہ نے حلاوہ سے کہا وہ آ رہا ہے۔ عورت! دیکھ قاتل آ رہا ہے۔ اس کی روح پر کالی رات چھائی ہوئی ہے۔

س: قاضی نے خود کو کمرے میں بند کر لیا تو حلاوہ نے کیا کہا؟

ج: حلاوہ نے کہا اس نے دروازہ بند کر لیا۔ اس نے خود کو بند کر لیا۔ اب یہ دروازہ کبھی نہ کھلے گا۔ ہم اب اسے کبھی زندہ نہ دیکھ سکیں گے۔